سالانہ قیمت ہے تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشان

بر وفیسر محمد اسمعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب
میثو منزل وارث روڈ لاہور
} ایڈیٹرز

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے اور مضامین و اشتہارات براے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۲۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہی۔ ۲۵ اپریل ۱۹۲۴ء	نمبر ۱۷

عیدِ قیامت

از قلم منت

ہرے درخت ہیں ہر شاخ میں ہے گلکاری — چمن چمن چمن دہر کی ہے تیاری
زمین سبزہ سے فرشِ زمرد ہے بنی — یہ نیلگوں ہے فلک شامیانہ زنگاری
رواں ہے نہر گلستانِ دہر ہے شاداب — بہارِ خلد کی یاں سلسبیل ہے جاری
پہنکے اس کو سر بزم آئیگی زہرہ — جو کہکشاں نے بنی ہے کریب کی ساری
نمو کے جوش سے ہے تختہ چمن گل ریز — ہری بھری نظر آتی ہے پھولوں سے کیاری
جو مثل طالع خفتہ تھے انکی آنکھوں میں — نسیم صبح کی آہٹ سے آئی بیداری
جو جاگتے تھے ہوئیں انکی آنکھیں خوابآلود — زمین کانپ اُٹھی زلزلہ ہوا طاری
اُترکے آئے فرشتہ جو چرخِ گردوں سے — بنی حفیظِ زمیں زرنگار عماری
اُٹھا کے پھینکدیا سنگ روی مرقد سے — ہوا اجل کا دوبارا اسرِ عمل داری
جڑا تھا کیلوں سے جسکو صلیب زندہ — لگے تھے جس کے بدن پر جراحت کاری
تھا سر جو تاج کے کانٹوں سے خون آلودہ — تھی جس کے پہلو میں برچھی بھی تو سے ماری
خدا کا برہ بےداغ بیگنہ بےجرم — گناہ گاروں کی سر جس کے تھی گرانباری
وہ آج قبر سے نکلا ہے شاد و خندان — پڑی نصیب میں شیطاں کے گریہ زاری

خوشی سے دیتا ہے منت بھی اب مبارکباد
سلامتی کی زباں پر نوید ہے جاری

غزل

جناب پادری بی گارڈز صاحب صبر

مبارک مبارک کا غل جو مچا ہے — یہ کس گل کی آمد کا چرچا ہوا ہے
جہاں میں مسیح آج زندہ ہوا ہے — یہی باعثِ فخر ہر انبیا ہے۔
تولد ہوا تھا جو عیسے جہاں میں — وہ پھر ہو کے مصلوب زندہ ہوا ہے
مریض گناہ آج خوش اس لئے ہیں — کہ جنت کا دروازہ بالکل کھلا ہے
جو تھا خاکساری سے بیکس جہاں میں — وہ مختار عالم فنا و بقا ہے۔
سزا و جزا ہاتھ میں ہے اُسی کے — وہی مالک و حافظ و رہنما ہے۔
گناہ میں جو ہیں مبتلا اُن سے کہہ دو — کہ عیسے کے در پر جزا و شفا ہے

اسی بات کا فخر ہے صبر مجھ کو
کہ منجی مرا مر کے زندہ ہوا ہے

غزل

از فکر کپتان بھگوان داس کشتہ بنارسی

وہ عالم کے سرور مسیح یگانہ — وہ ابن خدا ہیں فدا ہے زمانہ
لکھوں کیا بھلا اُس مسیح کا میں رتبہ — بلا معجزوں کا خدا سے خزانہ
تمازت کا کیا خوف محشر میں مجھکو — شفاعت مسیح کی ہے شامیانہ

ہے گرداب میں ایسی میری کشتی
مگر مجھ کو ابن خدا تم بچانا
تبنگ ہند سے ہوں بلاؤ مسیحا
اب نکہتؔ کی ہے التجا عاجزانہ

کانفرنس اہلحدیث

خلاصہ بحث مابین پادری عبدالحق و مولوی ابراہیم صاحبان

پادری عبدالحق۔ جناب مولوی صاحب آپ نے وحدت محضہ کی نہ کوئی تعریف کی اور نہ اُس کی کوئی دلیل دی حالانکہ آپکے مضمون کا خاص مقصد یہی تھا کیونکہ اس وقت آپ مسیحیوں سے مخاطب تھے۔ اور آپ کو یہ کھلانا تھا کہ آپ کا توحید مسیحیوں کی توحید سے (جس کا حوالہ آپ نے بائبل سے دیا کہ پرانے عہدنامے اور انجیل میں توحید کا ذکر ہے) کس امر میں متفرق ہے۔ سورہ اخلاص کو جو آپنے توحید کی تعریف میں پیش کیا اُس میں اسکی کوئی تعریف پائی نہیں جاتی میرے پاس اس وقت بہت سی منطق کی کتابیں موجود ہیں۔ تہذیب تحفہ شاہجہانیہ۔ مرقات۔ قال اقوال۔ گوہر مراد وغیرہ ان سب کے مطابق معرف یا قول شارح چار ہی قسم کا ہوسکتا ہے یعنی حدتام۔ حدناقص۔ رسم تام۔ رسم ناقص۔ سورہ اخلاص کی تعریف ان میں سے کسی قسم میں داخل نہیں۔ اگر بالفرض اس کو تعریف مان بھی لیں تو بھی یہ تعریف جامع و مانع نہیں ہوسکتی۔ جامع تو اس لئے نہیں کہ ان نفیوں یعنے بے احتیاجی بغیر باپ بغیر بیٹے۔ بغیر رشتہ داری کے سوا اور نفیاں بھی ذات تعالیٰ کی نسبت آسکتی ہیں مثلاً لاجوہر۔ لاعرض۔ لامحصور۔ لامرکب وغیرہ اور مانع اس لئے نہیں کہ یہی تعریف ممتنع الوجود اور عدم محض پر صادق آسکتی ہیں۔ کیونکہ عدم میں نہ احتیاج ہے نہ افتقار۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی اُس سے کوئی پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی اُس کا کوئی کفو ہے

اگر باپ اور بیٹے کی اضافت کا نہ ہونا ہی الوہیت سے عبارت ہو تو یہ تعریف شیطان پر بھی صادق آسکتی ہے کیونکہ نہ وہ کسی سے تولد ہوا اور نہ کوئی اس سے تولد ہوا۔ الوہیت مسیح کا اس مضمون سے تعلق نہ تھا۔ چاہئے تھا کہ وحدت اسلامی کی تائید کرتے نہ کہ الوہیت مسیح کی تردید۔ آپ نے یہ خواہ مخواہ ذکر کر دیا کہ مسیح کو بیٹا ماننے سے خدا کو احتیاج لازم آتی ہو۔ کیونکہ آپ کے خیال میں بیٹے کی ضرورت قیام نسل اور وراثت کے لئے ہوتی ہے اور خدا کو ان دونوں کی ضرورت نہیں جناب مولوی صاحب واضح رہے کہ بیٹے کی خواہش انسان کی کسی خودغرضی اور احتیاج پر موقوف نہیں بلکہ محبت پر کیونکہ مفلس محض بھی یہ چاہتا ہو کہ میرے اولاد ہو اور جس کے پانچ بیٹے ہوں حالانکہ چار سے اُس کی نسل تو قائم رہ سکتی ہے لیکن ایک ہی کے مرجانے سے باپ کی نظر میں دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ مثلاً ابرہام نے تو اپنی جان تک اپنے بیٹے پر قربان کر دی۔ اگر خودغرضی ہوتی تو یہ نہ ہوتا۔

مولوی صاحب نے پھر سورہ اخلاص پڑھ کر فرمایا کہ وحدت اسلامی کی یہ دلیل قرآن میں ہے اور پھر کہا کہ مسیح کو ابن اللہ ماننے سے خدا کے لئے جورو لازم آتی ہو اور مریم خدا کی جورو ٹھہرتی ہے۔ خدا ایسا واحد ہے جس کی کوئی مثل نہیں۔ پادری صاحب بار بار وحدت محضہ کی تعریف پوچھتے ہیں سو یاد رہے لفظ وحدت محضہ تو قرآن میں نہیں۔ لیکن اس کا مضمون قرآن میں موجود ہے۔ جیسے لفظ تثلیث انجیل میں پایا نہیں جاتا لیکن اس کا مفہوم موجود ہے۔

پادری عبدالحق۔ جناب مولوی صاحب۔ میں یہ طلب نہیں کرتا کہ قرآن میں سے لفظ وحدت محضہ دکھائیں بلکہ میں تو اُس کی تعریف قرآن سے پوچھتا ہوں اور دلیل طلب کرتا ہوں وہ آپ نے اب تک پیش نہیں کی۔ اور لفظ ابن کے لئے جورو کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر آپ کو الوہیت مسیح پر گفتگو کرنا ہے تو کسی شام کو الگ وقت مقرر کر لیں اس وقت غلط مبحث کر کے اصل مضمون توحید کو نہ چھوڑیں۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ وحدت محض کی کوئی اثباتی تعریف کیجئے۔ کیونکہ نفی سے کسی چیز کی پہچان نہیں ہوسکتی۔ میں آپ سے یہ نہیں پوچھتا کہ وحدت محضہ کیا نہیں ہے۔ بلکہ میرا مطالبہ یہ ہے کہ وہ وحدت محضہ کیا ہے۔ مثلاً یہ پنسل میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ یہ کیا ہے اور میں جواب میں کہہ دوں کہ یہ آدمی نہیں۔ گھوڑا نہیں۔ درخت نہیں۔ پتھر نہیں وغیرہ تو اگرچہ میں ہزار نفیاں بھی بیان کر دوں۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوسکیگا کہ یہ کیا ہے۔ ایسا ہی آپ کی وحدت محضہ کے سلوب بیان کرنے سے اُس کی پہچان نہیں ہوسکتی۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآن میں وحدت محضہ کی کوئی تعریف پائی نہیں جاتی۔ خدا کو واحد تو ہم سب مانتے ہیں۔ میں تو آپ سے واحد محض کی تعریف پوچھتا ہوں۔ ہم خدا کو بحیثیت ذات بنظر غیر واحد مانتے ہیں۔ اور بحیثیت اقانیم ثالوث و بحیثیت صفات اس میں تکثر کے قائل ہیں۔

مولوی صاحب۔ سورہ اخلاص میں تعریف موجود ہے اور لا الہ میں نفی کی گئی ہے۔ الا اللہ میں اثباتی دلیل ہے۔ پہلے حصے میں مسیح کی الوہیت کی نفی ہے۔ پادری صاحب آپ تو آخر تک یہی کہے جائینگے کہ دلیل نہیں۔ حالانکہ سورہ اخلاص میں تعریف اور دلیل توحید ہی موجود ہے۔ وہ واحد بمقابلہ کثرت کے ہے۔ خدا کی مثل کوئی نہیں۔ اور لا الہ میں سب کچھ آگیا ہے۔ خدا اپنی ذات و صفات میں واحد ہے

(باقی آئندہ) جے علی بخش۔

مضمون لکھتے وقت صفحہ کے ایک طرف لکھئے اور ایک طرف خالی رہے۔ ایڈیٹر



نورافشاں

مطبوعہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۴ء

لاہور میں مسیحی لیکچر

جو مسیحی لیکچر لاہور میں ہوئے اُن میں ہمارے طرف سے دو باتوں کی کمی رہی۔ اُن میں ایک کمی یہ رہ گئی کہ ہمارے قابل فخر خطیبوں کی تقریروں کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کیا گیا کہ وہ تمام تقریریں اور اُن پر جو اعتراضات و جوابات ہوئے اگر قلمبند کر لیا جاتا تو اچھا ہوتا دوم ہمارے خطیبوں نے بھی اُن کو بغیر تحریر کرنے کے زبانی حاضرین کو سُنایا تھا۔ گو اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے خطیب اب بھی اپنے اپنے خطبوں کے مضامین جو انہوں نے لاہور میں سُنائے ۔ ۔ ۔ سنا سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے سامعین کے پاس اب صرف ہمارے خطیبوں کے خطبوں کا اثر ہی باقی رہ گیا۔ مگر خطبے ذہنوں سے غائب ہو چکے ہیں۔ ہماری بزرگ کمیٹی اگر چاہتی تو ان خطبوں کا لفظ لفظ محفوظ رکھ سکتی تھی جنکو شائع کر کر بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتی تھی۔ اگرچہ کسی نہ کسی وجہ سے ہمارے لائق خطیبوں کے تمام خطبے ہم پبلک کی خدمت میں لفظ بلفظ پیش نہیں کر سکتے۔ تو بھی کم از کم دو خطبے تو یسے انشا اللہ پبلک کے روبرو اوراق نورافشاں میں پیش کئے جا سکینگے۔ ان میں سے ایک خطبہ بائبل کی اصلیت اور اس کے اعتبار کے متعلق ہے اور دوسرا انجیل المسیحیت کے متعلق ہے جسکی نورافشاں میں اشاعت شروع ہے۔ باقی تین تقریروں کا اختصار بھی تیار ہے جو ہنوز نورافشاں کے دفتر میں نہیں پہنچا ہے۔ جب یہ تقریریں اور بائبل کی اصلیت و اعتبار کے متعلق مضمون دفتر میں پہنچ جائیگے تو ہم اُنکو ناظرین کرام کی نذر کرنا شروع کر دینگے۔

لیکچروں کے بعد مورخہ ۱ اپریل صبح کے دس بجے کی مختصر کیفیت نذر ناظرین کرتے ہیں اس روز ہمارے چند مسیحی خطیب اور دیگر معزز مسیحی اصحاب کے ہمراہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری کے دولت خانہ پہ گئے۔ غرض یہ تھی کہ بربنا قرآن عربی حضرت آدم کے گناہ اور بنی آدم کی گناہگاری کے باب میں آپکی رائے دریافت کریں۔ یہ کوئی بحث کے خیال سے نہ تھا صرف یہ بات دریافت کرنا تھا کہ حضرت خواجہ صاحب قرآن عربی کو مانتے ہوئے حضرت آدم کے گناہ اور آپکی نسل کی گناہگاری کے اعتقاد سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں؟

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جنکو مسیحیوں سے نہایت شریفانہ طریق سے پیش آئے ہماری طرف سے مولنا پادری صاحب سلطان محمد پال صاحب نے قرآن شریف کی چند آیات پڑھیں جن میں حضرت آدم کے گناہ اور سزا کا ذکر تھا۔ تھوڑی دیر کے سوال و جواب کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے مسیحیوں کے دعوے کو ایسے شریفانہ اور عالمانہ پیرائے میں قبول فرمایا کہ طرفین کی تسلی ہو گئی۔ اس کے بعد چا وغیرہ سے ہماری خوب تواضع کی۔ بحقیقۃ الاسلام کا بھی جناب نے خود ہی ذکر کیا کہ یہ کتاب گورنمنٹ پراپگنڈا کی نشر و اشاعت کے متعلق ہے۔ باقی آپ کی تمام باتیں بزرگانہ اور آپ کے تمام سلوک شریفانہ تھے۔ (راقم پیرا)

ایک عرصہ سے مسیحی اور مسلم صاحبان ہندوستان میں ایک دوسرے کے خلاف قلم سے تلوار کا کام لیتے رہے ہیں۔ ہر دو فریق نے ایک دوسرے کے خلاف اس قسم کا قابل اعتراض لٹریچر لکھا جو نہ صرف ہر دو فریق کے اخلاق کی سیاہ تصویر ہے بلکہ وہی مکروہ لٹریچر غیر مسیحی اور غیر مسلم ہندی اصحاب کے ہاتھوں میں نہ صرف غیر مسیحی و غیر مسلم صاحبان کو ان مذاہب میں رو کنے کا ذریعہ بن گیا۔ بلکہ اسی لٹریچر کو لیکر ہمارے آریہ بھائیوں نے مسیحیوں اور مسلموں کو لُوٹنا شروع کر دیا مسلموں اور مسیحیوں کی ترقی کی راہ میں بھی لٹریچر روک بن گیا۔ اب آریہ شدھی سے مسلموںکو پنڈا چھوڑانا محال ہو گیا۔ درحالیکہ ہر دو فریق نے آریہ دھرم پر آجتک کچھ لکھا ہی نہیں مسیحیوں اور مسلموں کی آریہ دھرم پر کیسی نظر عنایت چلی آئی ہے یہ آریہ صاحبان نے ہر دو کو ڈونڈے کے آگے رکھا ہوا ہے۔ ہم مسیحیوں اور مسلموںکو آگاہ کرتے ہیں کہ کیا کبھی تمہارے جہاد باہمی کا بھی خاتمہ ہوگا یا نہیں؟ اب بھی باہمی مکاذبت سے باز آؤ ورنہ سمجھ لو کہ ہندوستان میں تمہاری ہستی معرض خطر میں ہے۔ کیوں باہمی مخالفت کا تصفیہ آپس میں ملکر نہیں کرتے؟ یاد رکھو جو ہتھیار تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کرتے ہو۔ وہی ہتھیار۔ ایک تیسرے مخالف کے ہاتھوں میں جاکر تم دونوں کے خلاف چلتے رہینگے۔ ۔ ۔ ۔ ہماری باہمی مکاذبت کا نتیجہ آریہ سماج ہے۔ جس کا زور شدھی سے ظاہر ہو چکا ہے اگر اب بھی باز نہ آؤ تو اپنی عاقبت اور اپنے انجام کا فکر کرو۔

شدھی کی تحریک کی بابت دو قسم کی خبریں زور دل پر ہیں۔ اول قسم کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ شدھی کی تحریک تمام ہندوستان میں پھیلی ہے۔ سناتنی ہندو خصوصاً آریہ سماج زور سے کام کر رہے ہیں مسلم اب تک شدھی کی بلا سے بے فکر نہیں ہوئے۔ دیگر کمزور اور اچھوت لوگوں کو شدھ کرنے کی سرگرمی سے کوشش کی جا رہی ہے۔ دوسری قسم کی خبریں اسبات پر روشنی ڈال رہی ہیں کہ ہندو قوم اُن لوگوں کو جنہیں شدھ کیا ۔ ۔ ۔ جا رہا ہے اعلیٰ ذاتوں میں شامل کرنے اور اُنکو اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کے حقوق دینے کے لئے

ہرگز تیار نہیں ہے بلکہ ان کو اچھوتوں کی حالت میں رکھنا چاہتی ہے۔ اس حالت میں رکھ کر ان سے کسی معافی کی خوش سلوکی کیا چاہتی ہے۔ مگر اُمید نہیں کہ ہماری غریب اور اوفی قومیں ان معافی کی شدھی سے خوش ہوں۔ غریب اقوام کا مسیحیت سے باہر کہیں بھلا ممکن نہیں ہے مسیحیت نے ہندو مذہب کی محفوظ دیوار کو توڑا ہے اب وہ اچھوتوں کو اپنے اندر لینا چاہتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس بات سے ڈرتا ہے کہ یہ اچھوت اندر داخل ہو کر کہیں اس کی رہی سہی طاقت کو بھی فنا نہ کر دیں۔ واقعی ہندو دھرم کیلئے اچھوت ایک ٹیڑھا معاملہ ہیں۔ جنکا ہضم کرنا ہندو دھرم کی طاقت سے باہر ہے۔

مسیحی مجالس کی کئی جگہ سے خبریں موصول ہوئی ہیں مثلاً اجمیر راجپوتانہ میں ۲۰ مارچ سے ۲۴ مارچ تک کونشن کے اجلاس ہوتے رہے۔ حیدر نگر ضلع میرٹھ میں ۲۱ مارچ کے روز ایک گرجہ گھر عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا۔ ۱۹ مارچ کے روز دہلی میں مسٹر سنکلیر اور پادری کلیمنس صاحب کو نہایت پُرتپاک الوداعی اور خوش آمدید میں جلسہ دیا گیا مورخہ ۳ اپریل کے روز نارووال پنجاب میں پادری سٹیفن صاحب کو الوداع کہنے کے لئے ایک جلسہ کیا گیا جس میں صاحب ممدوح کی خدمات کا اعتراف کیا گیا یادگاری کے طور پر آپکو ایک صابن دانی اور ایک صابن کی ٹکیہ اور ستر روپیہ دیئے گئے۔ ان جلسوں کے سوا مورخہ ۹ اپریل سے ۱۵ اپریل تک سہارنپور کونشن کے اجلاس ہوتے رہے جسکی مختصر کیفیت پھر ہدیہ ناظرین کی جائیگی۔

سرکاری اعلان ہو کہ بعض اخبارات نے یہ افواہ اُڑائی ہے کہ لاہور کے قلعہ میں بھی پلیگ کی واردات ظہور میں آئی ہے یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے ایک غریب نوکر کا بچہ کنولشن کی تکلیف سے مرا ہے یہ آجتک قلعہ پلیگ سے بالکل محفوظ ہے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۲۴ء۔

ینابیع المسیحیت

ہمارے دعوے کی تیسری صورت

مسیحیت ہمارے زمانہ میں انسانی صورت میں ہی نہیں پہنچی بلکہ کتابی صورت میں بھی پہنچی ہے۔ آج کے دن ہماری دنیا کتابوں سے پُر اور بھرپور ہے۔ ہمارے گاؤں۔ قصبے شہر مدارس کتب خانوں سے لبریز ہیں۔ ہر ایک مذہب کو ماننے والے کی دینی کتابیں کتابی لباس رکھتی ہیں۔ معلومات انسانی کے ہر ایک شعبہ کی تحریرات گھر گھر موجود ہیں۔ ان تمام کتابوں میں مسیحیوں کی صرف ایک کتاب ہو جسے بائبل کہتے ہیں۔ یہی بائبل وہ کتاب ہے جو مسیحیت کی کتابی صورت مانی گئی ہے۔

آج سے ۱۹۲۴ برس پیشتر اس کتاب کے ۲۷ صحائف ناپید تھے۔ اگر اس زمانہ میں موجودہ زمانہ کے کتب خانوں کی جمیع تصانیف کو دیکھا جائے تو سوا چند کتابوں کے اُن کا وجود نہ تھا۔ مسیحیوں کی بائبل کے ستائیس صحائف کے سوا باقی تمام صحائف کمی بیشی سے تین زبانوں میں موجود تھے۔ یعنے یونانی میں سامری زبان میں عبرانی میں۔ ان زبانوں سے باہر دنیا کسی بائبل سے واقف و آگاہ نہ تھی۔

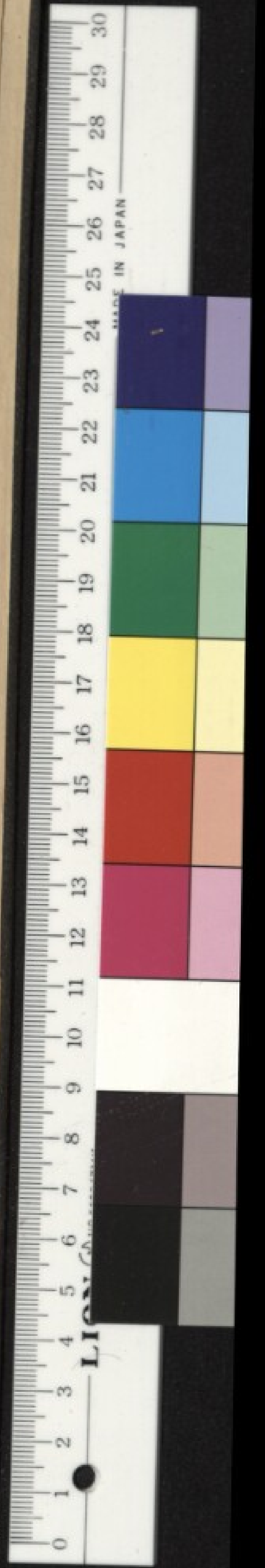
اس کے سوا مسیحیوں کی بائبل کے جو حصے اس زمانہ میں موجود تھے بت پرست اقوام کے اختیار و اقتدار کی حد میں تھے۔ جو پیشتر سے اُن کی تباہی اور بربادی پر کمر بستہ چلی آتی تھیں تو بھی کسی نہ کسی طور سے پُرانے عہد کے نوشتے ان تین زبانوں میں موجود تھے

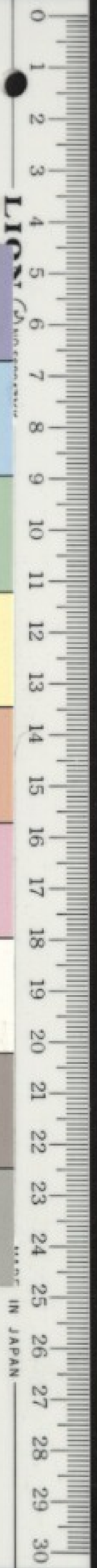
یہ ایک حیرت انگیز معاملہ ہے کہ یسوع مسیح کی علمبرداری میں یہودیوں کی بائبل میں ۲۷ صحائف کا اور اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ اضافہ پُرانے عہد نامہ کی دائمی زندگی کا باعث ہوا۔ نہ صرف یہودیوں کی بائبل کی بقا اور حیات کا باعث ہوا۔ بلکہ اُن تمام کتب خانوں کی جمیع کتابوں کی زندگی کا چشمہ بنا جن سے آج کے دن دنیا واقف و آگاہ ہے۔ ان میں سے صرف چند کتابیں مستثنیٰ کی جا سکتی ہیں ورنہ یہ تمام کتابیں مسیحیوں کی بائبل کے بچے بچیاں ہیں جو بائبل کی مخالفت و موافقت کے اصول سے پیدا ہوئی ہیں۔

اگر آج کے دن مسیحیوں کی بائبل کی حیثیت پر بائبل کی مانگ اور سپلائی پر اس کے عالمگیر اثر اور اسکی مقبولیت پر غور کیا جائے تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ آج کے دن مسیحیوں کی بائبل ۵۰۸ زبانوں میں موجود ہے ہر ایک زبان اور ملک میں اس کی لاکھوں کی مانگ اور سپلائی ہے۔ تمام دنیا کے چھاپہ خانوں میں سب سے بڑی تعداد اسی کی چھپتی ہے۔ جہازوں اور ریلوں کے اسباب میں سب سے زیادہ بائبل کی آمد و رفت ہے۔ اگر کل بنی آدم کی کتاب ہے تو بائبل ہے۔ اگر کتابی دنیا کا کوئی شہنشاہ ہو سکتا ہو تو وہ بائبل ہے۔ اگر تمام دنیا کے مذاہب سے کسی کتاب کی جگہ ہے تو وہ بائبل ہے۔ اگر دنیا کے تمام مذاہب دعقائد پر کسی کتاب کو فتح حاصل ہے تو وہ یہی بائبل ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ یہی بائبل مسیحیت کی صورت ہمارے اور تمام دنیا کے روبرو پیش کر رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں جیسا کہ ہمارے خادمانِ دین گذشتہ خطبات میں کہہ چکے ہیں کہ یہ بائبل اصلی اور قابلِ اعتبار ہو۔ یہ بائبل کلام اللہ ہو اب ہم کہتے ہیں کہ مسیحیوں کی یہ بائبل مسیحیت کی اصلی اور سچی صورت رکھتی ہے۔ یہ ہمارا تیسرا دعویٰ ہے۔ جس پر ہم قائم ہیں۔

امکانِ غلطی

ہم پیشتر بتلا چکے ہیں کہ ہمارے پاس مسیحیت دو صورتوں میں پہنچی ہے۔ ایک صورت مسیحیت کی مسیحی جماعت یا جماعتوں میں ہم تک پہنچی ہے۔ دوسری صورت میں مسیحیت بصورت کتاب ہم تک





پہنچی ہے۔ ہر دو صورتیں غلطی اور سہو و خطا کے تحت ہیں۔ ہر صورت کی مسیحیت ایک دوسری صورت کا ترجمہ یا خاکہ کبھی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جن دو صورتوں میں مسیحیت ہم تک پہنچی ہے ان میں کسی قسم کی غلطی نہیں ہو سکتی۔ ان میں کسی قسم کا سہو و خطا کا دخل ناممکن ہے۔ ہم ہر دو صورتوں میں غلطیوں کا اور سہو و خطا کا امکان مانتے ہوئے اس بات کا اعلان دلیری سے کرتے ہیں کہ گو مسیحی ہیں اور ان کی بائبل میں سہو و خطا کا امکان ہو تو بھی یہ بات بالکل سچ ہے کہ مسیحیت کی ہستی اور اُس کا سر ایک غلطی اور سہو و خطا سے مبرا جز و حرف مسیحیوں اور ان کی بائبل میں ہی موجود و محفوظ ہے۔ ان سے باہر ہم مسیحیت کی ہستی نہیں مانتے ہیں۔ یہ وہ اعتقاد و دعویٰ ہے جو اوپر کے تمام دعاوی و بیان پر مبنی ہے۔

فلسفۃ الاذہان

نمبر دوم

(از قلم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب)

لفظ **فلسفہ** دو لفظوں یعنی فائیلاس اور سوفیا سے نکلا ہے جن کے معنی محبتِ عقل کے ہیں۔ اصلی معنوں کے مطابق فلسفہ میں دو موضوع ہو سکتے ہیں۔ یعنی **مادہ اور ذہن** (مائینڈ) لیکن اس سے پیشتر کہ ہم اُن کو فلسفہ کے دو موضوع قرار دیں اس بات کا ثابت کرنا ضروری ہے کہ مادہ اور ذہن دو مختلف چیزیں ہیں۔ مادہ اور ذہن میں یہ فرق ہے کہ اشیاءِ مادی کو اپنے کاموں کا کچھ علم نہیں ہوتا لیکن قوائے نفسِ ناطقہ میں یہ علم صاف ظاہر ہے۔ مثلاً گھڑی کو ان حرکات کا علم نہیں ہوتا جو اس میں ہو رہی ہیں۔ مگر آدمی کے دل ۔۔۔ میں جو خیالات گذرتے ہیں اور اُس کے قویٰ جو عمل کر رہے ہیں اُن سب کا اُسکو علم ہوتا ہے فلسفہ کا تعلق اشیاءِ مطلقہ سے نہیں صرف اضافیہ سے ہے۔✝︎

اس مضمون کی تقسیم ایک بڑے جرمن فلسفی کینٹ نے تین حصوں میں کی ہے۔

(الف) فِلاسفی آف دی ٹرو یعنی فلسفہ وقوف

(ب) فِلاسفی آف دی گُڈ یعنی فلسفہ اخلاق

(ج) فِلاسفی آف دی بیوٹی فُل۔ فلسفہ حُسن

فلسفہ وقوف کی تین قسمیں ہیں

(الف) علم النفس جس میں قوائے نفسِ ناطقہ کی بحث ہوتی ہے۔

(ب) علم التوامیس جس میں ان قویٰ کے قوانین کی بحث ہوتی ہے۔

(ج) مابعد الطبیعیات جس میں اشیاءِ مطلقہ کی بحث ہوتی ہے۔

ان میں سے علم النفس دیگر شاخہائے فلسفہ سے پہلے پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں قوائے نفس ناطقہ کا ذکر ہے جس کا پڑھنا ان اشیاء کی بحث میں دخل دینے سے پیشتر ضروری ہو کہ جن پہ یہ قویٰ لگائے جاتے ہیں اور نیز ان قوانین کے مطالعہ سے پہلے لازم ہے جن کے بموجب یہ قویٰ اپنا عمل کر رہے ہیں۔ (باقی باقی)

✝︎ **فٹ نوٹ**۔ ڈاکٹر جیمس فیریئر اُر جو برطانیہ کا سب سے بڑا فلسفی ہوا ہے اشیاءِ اضافیہ سے وہ اشیاء مُراد لیتا ہے جو مختلف نفوسِ ناطقہ پر مختلف طور سے ظاہر ہوں اور شے مطلق سے اُسکی مُراد وہ شے ہے جسکا ادراک سب نفوسِ ناطقہ کو ایک ہی طرح ہو۔ مثلاً رنگت کسی شے کی جو مختلف نفوس کو مختلف نظر آئے شے اضافی ہے۔ لیکن اس شے کا واحد ہونا شے مطلق ہو۔ کیونکہ اس شے کے ایک ہونے میں کوئی شخص مختلف رائے نہیں رکھ سکتا۔

یاد رہے کہ یقین اور علم دو مختلف اشیاء ہیں دائرہ یقین دائرہ علم سے بہت بڑا ہو۔ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے قویٰ محدود ہیں اور اُن کا تعلق اشیاءِ اضافیہ سے ہے نہ کہ مطلقہ سے لیکن خدا ایک شے مطلق ہے۔ پس قوائے محدود وہ مطلق شے کو کس طرح محیط ہو سکتے ہیں؟ گو ہم کو علم نہیں۔ مگر ہم یقین کر سکتے ہیں ٭ منہ

محنت اور استقلال

(گذشتہ سے پیوستہ)

افادۂ چوہدری غلام حید صاحب

ڈاکٹر ینگ کا دعوے ہے کہ۔

"جس کام کو ایک انسان کر سکتا ہے۔ اسکو دوسرا بھی ضرور کر سکتا ہے"۔

ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب گھوڑے پر سوار اپنے ایک دوست مسٹر باسل کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ رستے میں ایک نالا پڑا۔ باسل صاحب پورے سوار تھے ایڑی لگائی تو پار تھے مگر ڈاکٹر ینگ ایسے شاہ سوار نہ تھے۔ انہوں نے کوشش تو کی۔ لیکن زمین پر گر پڑے۔ چوٹ کھائی۔ مگر ہمت نہ ہاری اُٹھے اور فوراً سوار ہوئے مگر پھر بھی نالا نہ پھاند سکے۔ پھر ہمت کی تو نالے پر سے صاف اُڑ گئے۔ اگرچہ عوام الناس کی نظروں میں یہ ایک ادنیٰ سی بات ہو۔ مگر چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی بڑی باتوں کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہیں اور ایسی ہی ادنیٰ ادنیٰ باتوں سے انسان کے اندرونی جذبات اور کیرکٹر کی کیفیت ہویدا ہو جاتی ہے۔

انگریزی خواں حضرات کارلائل سے لاعلم نہیں ہیں۔ انگلستان کے اس نامور نے ایک تصنیف بنام "بغاوتِ فرانس" تیار کی۔ اس کتاب کا حصہ اول چھپ چکا تھا۔ دوسرے حصہ کا مسودہ ایک دوست عاریتاً لے گئے اور اپنے مکان کی کھڑکی میں رکھ دیا کہ ایک نئی ملازمہ نے اُسے ردی کاغذ سمجھ کر نذر

آتش ہو رہا جب اس حادثہ کی خبر کارلائل کو پہنچی تو ایک سناٹے میں آ گئے۔ مگر استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا فوراً قلم دوات لیکر بیٹھ گئے اور تمام کر کے چھوڑا اگر ہمارا سیمی دوست ہوتا تو بہت جھنجلاتا۔ غصہ میں لال پیلا ہوتا۔ پریشانی میں الجھتا اور کتاب بھی تمام نہ کر سکتا۔ مگر ہمت مرداں مدد خدا۔

سر والٹر سکاٹ نے اپنے جادو نگار قلم سے اس قدر شہوس لٹریچر پیدا کیا ہے کہ انسان برسوں پڑھے۔ یہ محض ایک محرر تھے۔ دن بھر دفتر میں کام کرتے رات کو جتنی فرصت ملتی اپنی کتابیں تصنیف کرتے۔ آخر دنیا میں وہ نام پیدا کیا کہ شاید و باید۔ اگرچہ اُن کی ٹکر کا کوئی عالم نہ تھا۔ مگر پھر بھی وہ اکثر کہا کرتے کہ "میں اپنی جہالت سے بہت پریشان ہوں"۔ یہ کوئی کسر نفسی نہیں۔ امر حق کا اظہار ہے۔ فی الحقیقت جو لوگ صاحب علم ہوتے ہیں اُن کا یہی حال ہوتا ہے۔ ایک کالج کے پروفیسر صاحب سے جب اُس کے شاگردوں نے ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد کہا کہ پروفیسر صاحب شکر ہے۔ ہم لوگوں کا پڑھنا اختتام کو پہنچ گیا۔ تو پروفیسر صاحب نے جواب میں کہا۔

"ہاں بھائی اگر تمہاری تعلیم ختم ہو گئی تو الحمدللہ مگر میری تعلیم تو ابھی شروع ہی ہوئی ہے"۔

یونان کا نامور فیلسوف اور حکیم سقراط کہتا ہے کہ میں نے اپنی تمام حیات مستعار میں یہی ایک بات معلوم کی اور وہ یہ ہو کہ۔

"میں نے ابھی تک کچھ بھی نہ سیکھا"

سر اسحق نیوٹن کہتا ہے کہ:۔

"میں تو ابھی بحرِ علم کے کنارے بیٹھا کنکریاں چن رہا ہوں"۔

الغرض انسان محض جہالت کی وجہ سے مغرور ہو جاتا ہے۔ جان بنین ایک غریب باپ کے غریب بیٹے تھے۔ غربت بھی وہ کہ فاقے پر فاقے آتے تھے۔ مگر مطالعہ برابر جاری رکھا۔ پچپن برس کی کامل محنت کے بعد فنِ آرکی ٹیکچر پر ۲۸ کتابیں تصنیف کیں۔ آخری عمر میں انگلستان کے آثار قدیمہ پر ۱۴ جلدوں میں وہ معرکتہ الآرا تصنیف ملک کے سامنے پیش کی کہ اس فن کے اسر لوہا مان گئے۔

سیموایل ڈرو کی زندگی کے حالات کچھ کم سبق آموز نہیں۔ اس کا باپ مزدور تھا۔ مگر میاں ڈرو پرلے درجے کے بدمعاش چور۔ مکار۔ دغاباز اور شریر تھے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ جب باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تو اور آزاد ہو گئے۔ آخر موچی کا کام سیکھنے لگے۔ مگر وہاں سے بھی بھاگے اور نقب زنی شروع کر دی۔ آخر انگلستان کے تمام چوروں۔ گنڈوں کے گرو گھنٹال بنگئے۔ کہ ایک رات چھوٹی سی ڈونگی میں سوار ہو کر کسی جہاز کا مال چُرانے لگے کہ اتفاق سے سمندر میں طوفان آگیا۔ ڈونگی اُلٹ گئی تمام ساتھی کبابِ بحر کے لقمہ ہو گئے مگر خوبیٔ قسمت سے آپ صحیح سلامت کنارے پر پہنچ گئے۔ اس حادثے سے اُن کی زندگی میں انقلاب آگیا۔ کچھ عرصہ تک تو مجذوب بنے رہے۔ آخر مطالعہ شروع کیا اور سات ربیع سے کاروبار کا ارادہ کیا۔ ہمت نہاری محنت اور استقلال سے ڈٹے رہے۔ دن بھر ادھر اُدھر پھرتے رات کو بھی کام کرتے۔ ایک رات اپنی کوٹھڑی میں کام میں مشغول تھے۔ کہ ایک لڑکا کھڑکی کے پاس آ کر زور سے چلانے لگا۔

"ارے چمار
ارے چمار

دن بھر تیری ایڑی نہیں لگتی۔ رات کو کام کرتا ہے"۔ ڈرو صاحب نہایت محبت سے جواب دیتے ہیں ا۔

"سچ بھائی سچ۔ انشاءاللہ آئندہ ایسا نہ کرونگا"

ڈرو صاحب کا بیان ہے کہ میں اس لڑکے کی آواز کو نقارہ حق سمجھا اور عادت ترک کر دی اور ایک کتاب لکھنے میں مشغول ہو گیا جس کا نام "روح کا بے جسم اور لازوال ہونا" ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو آج کلیسیا ئے انگلینڈ کی جان ہے۔ یہ شخص اپنے ہاتھ سے گھر کے سامنے سڑک پر جھاڑو دیتا۔ اور گرے پڑے کوئلے جمع کرتا۔ ایک دفعہ ایک دوست نے اس سے کہا۔ یہ حقیر کام آپ کی شان کے خلاف ہے۔ تو فرمایا کہ جسکو کوئلہ اُٹھانے میں عار اور شرم دامنگیر ہو اُس کو آگ تاپنے میں بھی شرم کرنی چاہیے۔

الغرض محنت اور استقلال ہی سے تمام بڑے بڑے کام انجام پذیر ہوتے ہیں۔ باتیں بنانے سے نہیں۔ یارو اُٹھو۔ کمر ہمت باندھو۔ کچھ کر کے دکھاؤ۔ کیونکہ ؎

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

سرخاب
اور نور کا شہزادہ

ہم عنوان بالا کے نیچے مسٹر آئی۔ ایم۔ کے۔ سنگھ کے خیالات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں مضمون کے طویل ہونے کے باعث تین نمبروں میں آپ کے پورے خیالات آپ کی نظر میں آجائینگے۔ نمبر ہذا میں قسط اول ادا کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

دیدہ اہلِ جہاں خوابیدہ ہو کر خواب راحت میں مشغول ہے۔ اور دیدۂ فلک اشتیاق ملاقات میں بے قرار ہو کر کبھی کبھی وہ بھی اونگھلاہٹ کے مزے لیتی ہے مرغان نواسنج اپنے دن بھر کے کاروبار اور چہچہاہٹ سے تھکان ہو کر اپنی

اپنی آرام گاہوں میں جو انہوں نے خاص اسی وقت کے لئے اور اپنی راحت و آرام کے لئے اپنی ہی عجیب و غریب دستکاری سے انواع اقسام کی طرز و طریق پر بنائی ہوئی ہیں۔ چلے گئے ہیں تاکہ اپنی محنت شاق سے ستا لینے کے بعد پھر تازہ دم ہو جائیں۔

گل و گلزار۔ نہال و سبزہ تمام ہماری نظروں سے اوجھل ہو رہے ہیں۔ اور اُن کی خموشی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی کسی آنے والے کی یاد میں منتظر اور مضطرب ہیں۔ گویا کہ صانع بےچوں کی تمام صنعت اس عرصہ میں یا تو راحت و آرام میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یا عالم خموشی میں ہے۔ جس سے اس کی قلبی حالت کا اظہار ہو رہا ہے کہ وہ ضرور ایک ایسے وقت اور ایسی چیز کی خواہش دل میں لئے ہوئے ہے اور اسی سبب سے سوچ بچار اور تفکرات میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ کب اُس وقت کو پہنچیں کہ جس وقت گوہر مقصود کو حاصل کر کے اپنے دامن کو پُر کریں۔

رات کا اژدہا اپنی ڈراؤنی اور بھیانک صورت اور سیاہ فام چہرے سے ڈرا رہا ہے اور اپنا منہ کھولے ہوئے ہے کہ جب موقع ملے تو ایک دم نگل جاوے لیکن اس بے مثل کاریگر نے اس اژدہے کے منہ کو اپنی قدرت اور اپنی کمال فراخ دلی اور رحمت ازلی سے بند کیا ہوا ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے پھر بھی ہم دیکھتے ہیں وہ کالا اژدہا اپنے زہر آلود سایہ سے اپنا اثر اہل جہاں پر کر ہی دکھاتا ہے۔ کیونکہ وہ اس عرصہ میں ایک ایسی دوا سونگھاتا ہے جو کہ ہر وقت اس کے سیاہ فام لباس میں لگی رہتی ہے کہ سب پر سستی اور کاہلی اور بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ اثر سب پر یکساں نہیں ہوتا کسی پر کم کسی پر زیادہ۔ بعض انسان اس بے ہوشی کی حالت میں کچھ بڑبڑا رہے ہیں اور مرغان چمن بھی چونک اُٹھتے ہیں۔ ماسوا اس کے وہ شب پر جو کہ روشنی اور نور سے بھاگ آئے ہیں وہ اس اندھیر نگری میں اس اژدہے کے ساتھ کھیلنے ہنسنے اور کودنے میں محو ہیں اور اس وقت ننھے ننھے کرموں اور ننھی ننھی مخلوق جن پر اُن کی خوراک اور غذا موقوف ہے ہاتھ صاف کرتے ہیں اور بیچاروں کو چٹ کر جاتے ہیں ورندگان بھی کھوہوں اور آکھروں سے باہر قدم نکال رہے ہیں اور اپنے اپنے شکار کی کو پر جا رہے ہیں کیونکہ اس اژدہے کی حکومت کی طرف سے انہیں اجازت ہے اور انہیں ظلم و تعدی کے پروانے ملے ہوئے ہیں کہ اس عرصے میں اُنہیں کوئی بھولا بھٹکا راہگیر یا راحت طلب مخلوق مل جاوے اُنہیں پھاڑ کھا دیں یہ موقع اُنہیں خوب ہاتھ لگا ہوا ہے۔ کیونکہ سلامتی اور نور کا شہزادہ جس سے یہ تمام خم کھاتے ہیں اپنے کسی دوسرے علاقے میں جلوہ افروز ہے جس کے باشندہ تھوڑا عرصہ ہوا اس اژدہے اور اُس کے تمام کارکنان اور اراکین سلطنت سے اسی قسم کے ستم اُٹھا چکے ہیں۔ ان کی خبر لینے کے واسطے جلدی جلدی روانہ ہوا تھا اور اپنی غیر حاضری کے ایام کے لئے اپنے نائب السلطنت (مہتاب) اور اُس کی مدد امداد و صلاح و مشورے کیلئے ایک کونسل (سیارگان) کو مقرر کر کے اور انہیں اس بات سے آگاہ کر کے کہ میں جلد آنے والا ہوں میری غیر حاضری میں میری رعیت کے جان و مال کی حفاظت کرو اور خطرے کے موقع پر اُن کی مدد کرو۔ لیکن یہ نائب بعض وقت تو سارا دن دربار لگاتا رہتا ہے اور بعض دن تھوڑا تھوڑا عرصہ اور بعض وقت بالکل دربار نہیں لگاتا اور اُس کی کونسل بھی جب اُس کو ایسا تغافل شعار دیکھتی ہے تو وہ بھی اس دن بالکل حاضر نہیں ہوتی۔ جس دن وہ دربار میں نہیں آتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی رعیت زیادہ تکالیف میں رہتی ہے۔ ان تمام باتوں سے فائدہ اُٹھا کر وہ کالا اژدہا اور اُس کے وزیر و مشیر اور دیگر کارکنان اُس کی یاد ہی میں دخل جا بیٹھتے ہیں اور اُس کی مخلوق پر طرح طرح کی دست درازیاں اور سختیاں جیسا کہ اُن کا خاصہ و شیوا ہے کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام باتیں اُنہیں اپنے باپ دادوں سے سینہ بسینہ بطور وراثت کے ملی ہوئی ہیں۔ (باقی باقی)

ہمارے احمدی دوست

کہنا پڑا مجھے پئے الزام پند گو
وہ ماجرا جو لائقِ شرح و بیاں نہیں۔

دنیا میں اگر کسی نے بزرگانِ ادیان و بانیان مذاہب کو گالیاں دینے بُرا بھلا کہنے اور کوسنے میں اپنی عمر بسر کی ہے تو وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں اور یہ وہ حقیقت ہے جس سے نہ تو کسی غیر احمدی کو انکار ہو اور نہ ہی احمدی صاحبان کو انکار کی گنجایش ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی تصانیف و رسائل میں دلگداز گالیوں۔ دشنام دہیوں اور بدزبانیوں کی وہ کثرت سے بھرمار موجود ہے کہ جس کی تاریخ مذاہب نظیر پیش کرنے سے آج تک قاصر و عاجز ہے اور ہم دیر سے اس تجویز میں تھے کہ کس طرح موجودہ احمدی صاحبان ان زبان درازیوں اور مذموم ترین الزامات کو جو بانیان و علمائے مذاہب کی ذاتیات و شخصیات کے متعلق مرزا صاحب اور اُن کے مریدوں کی تحاریر میں موجود ہیں نکال کر بہتر آب و ہوائی پیدا کریں۔

حال ہی میں لاہور میں جو سیمی لکچر ہوئے ان پر اعتراض کرنے کے لئے لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی بھی پیش ہوئے تھے۔ اول الذکر نے ہمارے لیکچرار صاحبان کی شخصیت

پر اس قدر لایعنی کلمات زبان سے نکالے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کو صرف غیر مہذبانہ کلام ہی کی خاطر بلایا گیا تھا آخر اللہ کرنے خداوند مسیح کی مقدس ہستی و زندگی پر گندی سے گندی دشنام دہی سے کام لیا اور اگلے روز ہماری جانب سے ان کے سکرٹری صاحب سے کہنا پڑا کہ اگر آئندہ مسیح کی ذات پر مرزائی صاحبان حملے کرینگے تو حضرت محمد صاحب پر حملوں کا ہونا ممکن ہو جائیگا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ سوقیانہ کلام سے باز رہے جس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں۔

یہ تو ہے مرزائی صاحبان کی روش جسے فطرت ثانی کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ مگر پیغام صلح ہمارے مضمون "اہل مغرب نے محمدیوں کو مسلم بنا دیا" پر لکھتے ہیں۔ پھر لکھتا ہے کہ "اس میں احمدین اور اُس کے مقدس امام حضرت غلام احمد صاحب کو کوسا گیا ہے اور خواجہ صاحب کو بُرا بھلا کہا گیا اور بلکہ حضرت نبی کریم صلعم پر حملے کئے گئے ہیں"۔ (پیغام صلح ۴/۴ ۹)

اب جنہوں نے ہمارے محولہ بالا مضمون کو پڑھا اُن کو تو کوئی بات قابل اعتراض نہیں ملی مگر معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے اپنے ماتھے پر سے کلنک کا ٹیکا اتارنے کی غرض سے اب یہ تجویز بنائی ہے کہ لوگ جو بھی کہیں۔ بلادلیل اُس کو گالی کا نام دیدو۔ ورنہ لوگ جانتے ہیں کہ اس سے اُن کی کیا مراد ہے۔ مگر اسی طرز عمل سے اُن کو عام مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے میں مدد ملتی ہے تو انہیں روکنے والا کون ہے مگر دانشمند لوگ اُن کی اس طرز سے خوب واقف ہیں ہاں اگر بزرگوں کو کوسنے۔ بُرا بھلا کہنے اور خداوند مسیح کی شان میں گندہ زبانی اور دریدہ دہنی کا نمونہ ملاحظہ کرنا ہو تو ہم مرزائی اور غیر مرزائی دنیا کو ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر ۹ صفحہ ۴۴۳ اور ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۸ و ۹ کی عبارتوں کو مطالعہ کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ محولہ بالا اقتباسات کو پڑھ کر ایک غیرتمند انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے بڑھ کر زبان درازی دنیا میں کبھی کسی نے نہیں کی۔ مگر یہ محض مشتے نمونہ از خروارے ہے۔

پیغام صلح ذرا آنکھیں وا کرکے ہمارے متذکرہ بالا مضمون کو پڑھے۔ جہاں ہم لکھ چکے ہیں اور دنیا پر اظہار حقیقت کی خاطر اسے دوبارہ درج کرتے ہیں کہ "جو کچھ احادیث میں محمد صاحب کی پاک اور مقدس ہستی کو مسلمان کہلانے والوں نے بدنام کیا ہے۔ اسکی وجہ سے لوگ محمد صاحب کے نام کو سننے کے لئے تیار نہیں اب اس خرابی کا جو خود مسلمانوں کے ہاتھوں پیدا ہو چکی اور مسلم اور غیر مسلم دونوں کے علم میں آچکی ہے۔ مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ کیونکہ اگر وہ محمد صاحب کے چال چلن کو پاک و صاف ثابت کرنے کی جرأت کریں تو مخالف اُن کی تردید میں ہزاروں حدیثیں پیش کر دیتے ہیں۔" (نور افشاں ۴/۴ ۴)

ہم بار بار ڈنکے کی چوٹ سے پکار کر کہتے ہیں کہ کبھی کسی مسیحی مصنف نے محمد صاحب کی زندگی اور ذات پر حملے نہیں کئے۔ عماد الدین۔ ٹھاکر داس رامچند۔ اور اکبر مسیح صاحبان کی کتب و رسائل میں جو کچھ پایا جاتا ہے وہ محض حدیثوں۔ اسلامی تواریخوں اور کتابوں کی نقل و ترتیب ہے اور بس۔ مرزائی صاحبان ایک بھی ان میں ایسی بات دکھا نہیں سکتے جو حدیثوں اور مسلم تصنیفوں کی بنا پر نہ لکھی ہو اور اگر حضرت محمد صاحب کی زندگی مسلمانوں ہی کی کتابوں سے نہ ملتی تو یاد رکھو ہم مسیحیوں کے پاس آپ کی سوانح حیات کے متعلق کوئی غیر مسلم تاریخ و تصنیف ہرگز موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا مسیحیوں پر حضرت محمد صاحب کی ذات پر حملے کرنے کا الزام فضول ہے۔ اگر انکی ذمہ داری کسی پر عائد ہوتی ہے تو صرف مسلمانوں کی احادیث۔ تواریخ و سیر کی کتب پر۔ ورنہ ہمارے پاس تو کوئی حیات محمدی موجود ہی نہیں ہے۔ اسی لئے ہم نے لفظ "حضرت محمد صاحب کی پاک اور مقدس ہستی" لکھے تھے۔ مسلم صاحبان اس حقیقت پر بیٹھ کر غور سے سوچیں اور بانی اسلام کی زندگی اور سیرت کو بدنام کرنے والی اسلامی تصانیف اور بالخصوص احادیث کو دنیا سے ناپید کرنے کی کوشش میں لگ جائیں۔

ورنہ ہم تیار ہیں کہ صرف حدیثوں اور اسلامی تحریروں سے حضرت محمد صاحب کی سوانح حیات مرتب کریں اور اپنی طرف سے ایک بھی لفظ نہ لکھیں۔ تو بھی وہ تالیف ایسی ہوگی۔ جسے آپ کی سخت توہین کہا جا سکیگا۔ مگر خوب یاد رکھو کسی بزرگ کو بُرا بھلا کہنا ہمارا کام نہیں اور نیز ہم ایسے کمینہ فعل کو نگاہِ نفرت سے دیکھتے ہیں اور مرزائی صاحبان سے درخواست کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تمام تحریروں کو جو بزرگوں کو گالیاں دی گئی ہیں اور موجود ہیں اُن کو دوبارہ پڑھیں اور بغض و عداوت سے الگ ہو کر مفاہمت سے بھرپور ہو کر ان کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ان کی طرف سے پہلا عملی قدم تحریک مفاہمت کی تائید میں ہوگا کہ وہ ایسی کلام پر اظہار افسوس کریں اور ابھی ان کو اور اس قسم کے مضامین کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں۔

اگر مسیحی جماعت کے غیرتمند حضرات ہماری مدد کریں تو ہم چاہتے ہیں کہ مرزائی تصانیف میں جس قدر گندہ زبانی اور درشت کلامی موجود ہے اس کو جمع کرکے گورنمنٹ کے حضور پیش کریں۔ کیونکہ اختلاف عقائد اور شے ہے اور شخصی حملے اور شے ہیں۔ ہمارے دوست ہماری امداد اس طرح کر سکتے ہیں کہ خود یہ کتب





کے لئے فنڈ مہیا کریں اور یہ ایک بڑا بھاری قومی اور مذہبی کام ہوگا۔

ہاں اگر پیغام صلح ہمارے اس بیان کو کہ احمدی مبلغ صاحبان تھکے ناکام واپس آئے ہیں کرگال سمجھتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم دلائل و واقعات کی رو سے انکو شکست خوردہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس پر تبادلۂ خیالات کے لئے اس قدر مستعد ہیں کہ ایک حصہ جواب کا لکھا ہوا پہلے ہی تیار ہے۔

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

ارمنی مسیحیوں کا امدادی فنڈ

گذشتہ فہرست ہائے چندہ پر ہم ذیل کے مسیحی دوستوں کے اسماء گرامی کی فہرست کا اضافہ کرتے ہیں۔

۱۔ مسٹر ایس۔ ڈی بیرو ہیڈ ہیڈماسٹر اسپانچیو۔	۲؎
۲۔ مسٹر جی بی سالومن۔ شادیوال۔ ضلع گجرات	للعہ
۳۔ مسٹر دولت مسیح خزن سکول باندی کا ناسک جے پور شہر	للعہ
۴۔ مسٹر حیدر علی۔ ۱۰۔ للاک کیل روڈ دہلی	عہ
۵۔ مسٹر آر مسی آوٹ آفس گڈس ڈویژن اجمیر	۲؎
۶۔ مسٹر پی۔ کے سنگھا سی ایم۔ ایس مشن ہاتھرس	۱۵؎
۷۔ مسٹر نذیر مسیح معرفت مسٹر واضح مسیح رنگ محل سکول۔ لاہور	عہ
۸۔ مسٹر سی۔ پیٹرس ایم۔ ٹی۔ آئی۔ گوالیار۔ جی۔ ایل ریلوے	۳؎
۹۔ پریسبٹیرین کلیسیا قصور۔ ضلع لاہور	۲۶؎
کل میزان	۶۴؎

التوائے جنگ کے دن سے آج کے دن تک صرف انگلینڈ بیکاروں کی امداد پر ۳۹۲۰۰۰۰۰ پونڈ خرچ کر چکا ہے۔ ہنوز بیکاری سے پیچھا نہیں چھوٹا۔

خبریں

قصبہ پلماڈلا میں جو جزیرہ سیلون کے صدر مقام کرلمبو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پکھراج اتنی کثرت سے ایک دھان کے چھوٹے سے کھیت میں سے نکالے گئے ہیں کہ آجتک اتنی بڑی یافت سیلون میں اب تک نہیں ہوئی تھی زرد۔ سنہری۔ لال۔ آسمانی۔ غرضیکہ یہ پکھراج ہر ایک رنگ کے ہیں۔ ان کا وزن ۲۰ قراط سے لیکر ۱۰۰ قراط تک ہو۔ بعض پکھراج ۲۰ تولہ وزنی اور ۱۵ ہزار روپے کی ملکیت کا ہے۔ مالکان کھیت کی قسمت کھل گئی۔ وہ پانچ۔ چھ لاکھ روپے کے پکھراج اب تک نقد قیمت لیکر بیچ چکے ہیں۔ اور باقی پکھراجوں کی فروخت کے لئے گفتگو ہو رہی ہے۔ کرلمبو کے سوداگران جواہرات نہ چاہتے تھے کہ ان سب پکھراجوں کو لے سکیں۔ اس لئے کہ ان کے پاس پہلے ہی سے بہت اعلیٰ جواہرات موجود ہیں۔

ضلع ڈھاکہ واقع بنگال میں صرف ماہ جنوری میں ۱۱۳۴۸ روپیہ محکمہ ڈاک سے چوروں نے اڑائے ہیں جن کا سراغ اب تک نہیں ملا۔ ایک ہزار روپیہ کا انعام اس شخص کے لئے مشتہر ہوا ہے جو چوروں کا سراغ دیوے۔

لیفیلڈ (آکسفورڈ) ۱۵ اپریل کی خبر ہے کہ دول متحدہ کی طرف سے جو کمیٹی جرمنی کی تاوان جنگ کو ادا کرنے کی قابلیت دریافت کرنے کو مقرر ہوئی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ تیار کر لی ہے جس میں یہ بات ظاہر کی ہے کہ جرمنی میں تاوان جنگ کی ادائیگی کی قابلیت ہے۔ جرمنی نے اس رپورٹ کو باہمی بات چیت کی بنیاد قبول کر لیا ہے۔

لندن ۱۵ اپریل کی خبر ہے کہ زنان میں جمہوری حکومت کا اعلان ہو چکا ہے۔

لندن ۱۵ اپریل کی خبر ہے کہ یکم جنوری ۱۹۲۰ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۲۲ء تک ہوائی پرواز میں ۱۴۲ اور اسقدر ہی بحری اور بری پرواز کی حدود حکومت انگلینڈ میں واقع ہوئیں جن سے ہوابازوں کو نقصان پہنچا۔ ان میں ۱۲۰ ایک کیڈٹ اور ۵۵ ہواباز مرے۔

اندور ۱۴ اپریل کی خبر ہے کہ وہاں روئی کے گودام میں آگ لگ گئی جس سے ۲۵ لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا۔

فورٹ ورتھ ٹکساس لامیں ایک عورت کے دو بچے ہوئے۔ ایک لڑکا جس کا وزن ایک پونڈ سے زیادہ تھا وہ پیدا ہونے کے بعد مر گیا دوسرا بچہ لڑکی تھی جس کا وزن پونڈ کے تیسرے حصہ کے برابر تھا۔ یہ لڑکی زندہ ہے اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ زندہ رہیگی۔ یہ لڑکی ہماری دنیا کا سب سے چھوٹا بچہ مانی گئی ہے۔

لندن ۱۳ مارچ کی خبر ہے کہ ڈسپوزل کمشن نے ۶۶۵۰۰۰۰۰ پونڈ قیمت کا اسباب بقایا جنگ نیلام کیا ہے۔ اس میں ۹۲۶۰۰۰ ٹن گولا بارود وغیرہ بھی شامل تھا جس میں سے قابل جلانے کا سامان جلا دیا باقی سمندر کی تہ میں رکھ دیا ہے۔

پادری سگر بیٹ کا جنازہ ہو گیا۔ سی۔ ایم جی گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۴ اپریل میں فیصلہ شائع ہو چکا ہے جس میں پادرو سگریٹ کمپنی کے دعوے کرنے پر مسٹر جسٹس سی بی گھوش کی عدالت سے پادری سگریٹ کی ساخت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ جیسے کو تیسا ملگیا۔

ریاست ٹراونکور اور کوچین کے حکام نے اب نیا وطیرہ اختیار کیا ہے وہ پنچ ذات کے ہندوؤں کے والنٹیروں کو گرفتار نہیں کرتے بلکہ اب لیڈروں کو گرفتار کر رہے ہیں۔ مسٹر گاندھی نے تار بھیجکر فاقہ کشی تو والنٹیروں کی ترک کرا دی مگر وہ کہتے ہیں کہ مدراس کے احاطہ سے اور تمام ہندوستان سے چندہ لیں۔

جاتے رہیں اور نیچ ذاتوں کی رہنمائی کرتے رہیں۔ ہماری رائے میں اب وہ وقت آگیا ہے کہ بعض بہت مشہور ہندو لیڈر وائی کوم جائیں اور آپ خود وہاں گرفتار ہو جائیں۔ ایسے دو چار مقتدر ہندو لیڈر اگر گرفتار ہو جائینگے تو ان ریاستوں کی ہندو قوم میں کیا بلکہ تمام ہندوستان کی ہندو قوم میں نیچ قوم ہندوؤں پر ظلم و ستم کرنے کی برائی کافی طور سے ہویدا ہو جائیگی۔ اور وہ نیچ ذات کے ہندوؤں کو حقوق شہریت دینے سے پھر انکار نہیں کرینگے۔

ہندوؤں کے ظلم و ستم سے نیچ ذات کے ہندوؤں کو نجات دینے کا ایک زبردست اور کارگر ذریعہ یہ ہے کہ بہت سے عیسائی اور مسلم وہاں پہنچ جائیں اور نیچ ذات ہندوؤں کو عیسائی یا مسلمان کریں۔ ایسی کارروائی کی تقلید کرکے اعلیٰ ذات کے ہندو پھر یقیناً نیچ ذات کے ہندوؤں پر ظلم نہیں کرینگے۔ اور ان کو اپنے میں ملانے کی کوشش کرینگے تاکہ وہ عیسائی یا مسلمان نہ ہو جائیں۔

خیر خواہ کسی طریقہ سے کامیابی ہو نیچ ذات کے ہندوؤں کے اوپر سے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا ظلم و ستم ضرور دور کرا دینا چاہیے +

مدتوں سے بکثرت اشتہار دیے جا رہے تھے اور اعلان ہو رہا تھا کہ اکالیوں کا پانچواں شہیدی جتھا لائلپور سے ۱۱ اپریل کو بیساکھی کے دن امرتسر روانہ ہوگا۔ مگر اس جتھے پر تو وہی مثل صادق آئی کہ

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

یہ جتھا جس وقت لائلپور سے روانہ ہوا تو اس میں پانسو کی جگہ ۲۷۶ آدمی تھے اور ان ۲۷۶ میں بھی بہت بڑی تعداد چھوٹی عمر کے لڑکوں کی ہے۔ اس جتھے کے بہت سے آدمی ادنے قوم کے ہیں اور ہم کو اطلاع ملی ہے کہ شہیدوں کی ڈسپلن و ربط ضبط والی جماعت کی نسبت یہ جتھا زیادہ تر بے ترتیب بھیڑ بھاڑ تھی۔

پہلے روز یہ جتھا لائلپور سے پانچ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں ٹھہرا۔ گاؤں والوں نے بہت خفیف پیمانہ پر جتھے کی تواضع کی۔ دوسرے روز کے کوچ میں جن جن دیہات میں سے یہ جتھا گذرا ان دیہات کے لوگوں نے پہلے روز کے کوچ کی نسبت ذرا اچھی خاطر مدارات کی اور جتھے کے ساتھ کچھ آدمی بھی ہو لئے۔ مگر ۱۴ اپریل کی شام کو جب یہ جتھا شاہکوٹ پہنچا تو اُن کا شمار بہت کم رہ گیا۔

جنوبی امریکہ کے ملک چلی کے بندرگاہ سنٹیا گردی چلی میں چار گھنٹے تک برابر سخت زلزلہ آتا رہا۔ کہتے ہیں کہ اس زلزلے کا زیادہ تر اثر سمندر پر رہا۔ نقصان کی تفصیل ابھی موصول نہیں ہوئی۔

جرمنی اور انگلستان بلجیم وغیرہ سب راضی ہیں کہ جرمنی سے سالانہ رقم معاوضہ کی لے لی جایا کرے اور روہر اور رائن لینڈ کے صوبے چھوڑ دیئے جائیں مگر فرانس ان صوبوں کو چھوڑنے پر ابھی تک آمادہ نہیں ہے۔

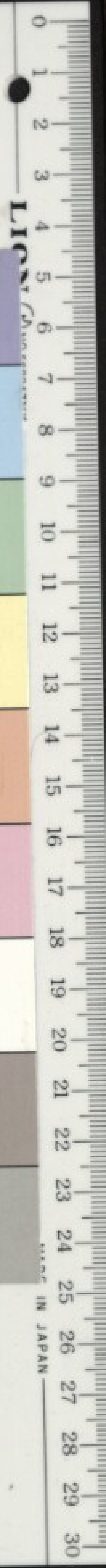
پیرس کی سیر کرنے کے لئے جتنے مسافر اور سیاح وہاں جایا کرینگے۔ میونسپلٹی ان سب سے ٹیکس وصول کیا کریگی۔

مہاتما جی نے مسز نیڈو کی کامیابی کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ مسز نیڈو کی موجودگی جنوبی افریقہ کے ہندیوں کے لئے جرأت آموز ثابت ہوئی کشیدگی کسی حد تک کم ہو گئی ہے۔ ایک خط میں وہ لکھتی ہیں کہ اُن کی تقریر نے یورپینوں سے بھی خراج اشک وصول کیا۔ کیپ ٹائمز نے مسز نیڈو کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر لغو اور یک طرفہ ہے اس لئے کوئی اعلیٰ درجہ کی رائے ظاہر نہیں کی ہے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ یورپینوں کے قلوب پر کوئی دیرپا اثر کرینگی۔ بلکہ ایسا اثر تو خود جنوبی افریقہ کے ہندوستانی پیدا کر سکتے ہیں۔ (سیاست)

امرتسر ۲۰ اپریل تخت سری کیس گڑھ سے (ہوشیار پور) سے جو چوتھا شہیدی جتھا روانہ ہوا تھا وہ ۱۸ اپریل کو جیتو پہنچ گیا۔ ایک سوار دستہ آگے جا رہا تھا۔ جب جتھہ شہر سے ایک سو گز کے فاصلہ پر پہنچا تو ناظم نابھ آگے بڑھا۔ اور جتھے سے پوچھنے لگا۔ کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ جتھہ دار نے جواب دیا کہ دربار صاحب کیس گڑھ کے حکم کے مطابق ہم یہاں کے گوردوارہ میں اکھنڈ پاٹھ کا سلسلہ شروع کرنے آئے ہیں۔ اس پر ناظم نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ان کو گرفتار کر لو۔ چنانچہ ان کو پانچ پانچ چھ چھ کرکے ہاتھ باندھ کر سٹیشن پہنچایا گیا اور وہاں ایک خاص گاڑی میں سوار کرکے راتوں رات نابھ پہنچایا گیا۔ پہلے شہیدی جتھے کے پچاس اکالی پہلے تو رہا کر دیئے گئے۔ مگر پھر گرفتار کرکے قلعہ بادل میں نظر بند کر دیئے گئے۔ (د)

مہاتما گاندھی نے حسب ذیل گرامی نامہ مسٹر پانیکر کو امرتسر ارسال فرمایا ہے۔

وائیکم کے مندر کے متعلق آپ جو فرماتے ہیں میں اُسے بخوبی سمجھتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے خط میں ستیہ گرہ کے متعلق کوئی خاص پابندیاں عائد نہیں کی ہیں۔ اس کے بعد سے حالات نہایت سرعت سے بدل رہے ہیں اور میں اُن کی تمام تبدیلیوں سے واقف ہوں۔ میں آپ کے اس قول سے متفق ہوں کہ ٹراونکور میں یہ سب سے اہم تحریک ہے۔ امید ہو کہ کافی رضاکار نکل آئینگے جو اس معرکہ کو کامیاب بنا ینگے +



سچّی مُحبّت

(روحانی روشنی)

محبت کے طالب رہو. بغیر محبت کے ایمان مُردہ ہے. عاشق کا رنج خوشی میں. دُکھ سُکھ میں تبدیل ہوجاتا ہے. کیونکہ جہاں محبت ہے سخت سے سخت تکلیف بھی سُکھ معلوم ہوتی ہے۔

خدا کو سچے دل سے چاہنے والا دنیاوی تکلیفوں سے دُور رہتا ہے. وہ کسی دنیاوی چیز کا گرویدہ نہیں بنتا. اور اُس کی روحانی آنکھیں ہمیشہ روشن رہتی ہیں محبت ہی میں خوبصورتی. ہمت. فراخدلی. بزرگی اور راحت ہے۔ اس جہان میں محبت کے برابر کوئی چیز نہیں. خدا بذات خود محبت ہے. اُس نے دنیا میں پاکیزگی کی حفاظت کے لئے اپنی رحمت سے انسان کو بیش قیمت جوہر عطا فرمایا ہے. جو اس محبت کی اصلیت اور حقیقت کو سمجھتے ہیں دنیا کی تمام ناپاکیوں سے دور رہتے ہیں. محبت کا عجیب خاصہ ہے. عاشق کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے معشوق کو ہمیشہ اپنے دل میں رکھے. آؤ ہم بھی سچے عاشق بنکر اپنے پیارے خدا کو ہمیشہ اپنے دل میں رکھیں. سچا اور وفادار عاشق اپنے معشوق کے لئے سخت سے سخت کام کرنے میں کچھ تکلیف محسوس نہیں کرتا. جو کام اس کی طاقت سے باہر ہو اپنے معشوق کے لئے بخوشی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور اس میں کامیابی حاصل کرکے از حد خوش ہوتا ہے. جو خود عاشق نہ ہو ایسا نظارہ دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے. حقیقی عاشق تکلیف سے گھبراتا نہیں سختیاں اور ظلم سہہ کر بھی ہمت نہیں ہارتا. جو رُکاوٹیں اور مُشکلیں در پیش ہوں ان کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتا. بلکہ خوشی - جوش اور ایک ہی خیال دل میں رکھتا ہوا بڑھتا چلا جاتا ہے. خواہ گم نام ہو یا عزت و شان و شوکت میں اعلیٰ ہو جائے ہر دو حالت میں خوش وخورم رہتا ہے۔

عاشق آہی جب دل جذبات کے ساتھ تہ دل سے کہتا ہے. پیارے خدا تو میرا خدا ہے تو یقیناً خدا ظاہر ہو کر اُس کے دل کو تسکین بخشتا ہے۔

اے خدا تو میرے دل میں حقیقی محبت پیدا کر بغیر محبت کے میں تیرا دیدار حاصل نہیں کرسکتا. اے خدا تو رسیلا ہو مگر میں خشک ہوں اور محبت سے خالی. یہی باعث ہے کہ میں تیری حضوری محسوس نہیں کرتا تو اپنی حقیقی محبت سے مجھے نئی زندگی عطا فرما کہ حقیقی عاشق بن کر تیری محبت میں ڈوب سکوں. اے خدا اس فانی زندگی میں مجھے ایسا حق کب ملیگا. جبکہ میں تیری محبت کے گیت گاؤنگا۔

سچا عاشق کبھی سُست نہیں رہتا. لگاتار کام محنت کرکے بھی وہ کبھی تھکتا نہیں. عاشق اجر کی خواہش سے کام نہیں کرتا. کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ معشوق کی مرضی پوری کرنا ہی اس کا مقصد اور کام ہے اور یہی اس کا اجر ہے. اس کے علاوہ کوئی دوسرا اجر یا انعام نہیں چاہتا. عاشق کے دکھاوے کے لئے کوئی نیک کام نہیں کرتا اور نہ ہی اس خیال سے کرتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرینگے اور نہ ہی اس خیال سے کہ تمام دنیا جہاں کے لوگ اسے پیار کرینگے وہ سب کو پیار کرتا ہے لیکن اس کا پیارا (خدا) جو کچھ کرنے کے لئے حکم دیتا ہے وہ تمام دیگر خیالات کو چھوڑ کر اسی کو وفاداری کے ساتھ پورا کرتا ہے۔

صدق دل سے خدا کو چاہنے والا ہی صرف راستی پر قائم رہ سکتا ہے. بغیر راستی کے نجات مشکل ہے راستی ہی برائی اور گناہ سے بچانیکا موجب ہوسکتی ہے. راستبازی ہی صرف انصاف کے راستے پر قائم رکھ سکتی ہے. راستی کو حاصل کرنے سے بخوشی کی زندگی بسر ہوسکتی ہے. راستبازی خدا سے حاصل کرو. وہ تم کو راستبازی کا زرہ بکتر پہنا کر تمہاری ہر ایک طرح سے حفاظت کریگا اور ہر طرح کی ضروریات مہیا کریگا. ایسی حالت میں گناہ اور برائی تم سے کوسوں بھاگیگی. ہر حالت میں خندہ روئی سے اپنے آپ کو اپنے پیارے (خدا) کے حوالے کرنا سیکھو. اس کی پاک مرضی کے مطیع رہ کر بدحالی و خوشحالی ہر دو حالت میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرو.

ڈانی ایل لبصرل. بٹالہ.

کہا جاتا ہے کہ جیسی صحبت اختیار کروگے ویسے ہوجاؤ گے. اچھا جواب دو. کہ بُرے کی صحبت میں بیٹھ کر اچھا بُرا ہوجائیگا یا بُرا اچھا بن جائیگا؟

خان

کشتِ زعفران

اخبار نور افشاں مذہبی۔ اخلاقی اور صوفیانہ مضامین کا گلزار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس باغ کے ایک طبقہ میں زعفران بھی کشت کی جاوے۔ لہٰذا ناظرین کی تفریح طبع کے لئے سلسلہ لطائف پیش کرتا ہوں تاکہ باعث انشراح خاطر کبیدہ ہو۔ یہ لطیفے مختلف کتب سے اخذ کئے گئے ہیں

نصیر از کرنال

حلِ مسئلہ

ایک شخص نے قاضی شہر سے مسئلہ پوچھا کہ میں نے ایک بکری خریدی ہے اگر وہ بکری مینگنیں کرے اور ایک مینگنا اگر کسی آدمی کی آنکھ پر لگے اور اُس کی آنکھ پھوٹ جاوے تو اس کا عذاب بکری کے خریدنے والے پر ہوگا یا بیچنے والے۔

قاضی نے جواب دیا کہ یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے اس گناہ کا مرتکب بیچنے والا ہے نہ کہ خریدنے والا۔ اس شخص نے پوچھا کہ کیسے؟ قاضی نے کہا کہ بیچنے والے کا یہ فرض تھا کہ خریدنے والے کو اس امر سے آگاہ کر دیتا کہ بکری کے پیٹ میں بجائے مینگنوں کے بندوق کی گولیاں بھر رکھی ہیں۔ (باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

جو سنڈے اسکول دسی ای کنونشن مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء سے ۲ مئی ۱۹۲۳ء تک لودھیانہ میں منعقد ہونے والی تھی وہ امسال اس وجہ سے کہ لودھیانہ میں رہائش و خوراک کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اسلئے کوئی کنونشن متذکرہ بالا تاریخ ہائے کو نہ ہوگی۔

المشتہر۔ ایم۔ این بوز سکرٹری پروگرام کمیٹی سنڈے اسکول دسی۔ ای یونین پنجاب

اردو کتابیں

مجموعہ رسائل و کتب فروخت

میں کون ہوں مسیح کا اپنی حقیقت و دعویٰ کی نسبت بیان عمدہ رسالہ ہے صفحہ ۱۶۔ ۹ پائی

مجموعہ رسائل مسٹر جیمس منرو اور ڈاکٹر راؤس صاحب کے تورات۔ انجیل خدا و مسیح حضرت محمد کی بے گناہی پر مولویوں کی تعلیم اور بے گناہی کی نسبت ۶ رسالے محمدیوں کے لئے صفحہ ۲۳۵۔ ۳ر

مارکو پولو کا سفرنامہ۔ ۱۳ ویں صدی کے سیاح کا بیان ایشیا۔ افریقہ۔ جاپان۔ ہند۔ زنجبار۔ روس ترکی وغیرہ۔ بہت سے دیگر ممالک کے حالات کی نسبت صفحہ ۱۸۴ اصل قیمت ۸ر رعایتی ۴ر

مشاہیر عالم۔ دنیا کے نہایت مشہور و معروف ۴ ہستیوں کے حالات زندگی صفحہ ۲۲۴۔ ۶ر

مشرق کی نابود شدہ تہذیب۔ زمانہ قدیم کی عربی۔ ایرانی حتی بابلی اور بہت سی دیگر اقوام کی تہذیب و شائستگی صفحہ ۱۰۸ اصل قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

مسیح کا نمونہ۔ نہایت ہی اعلیٰ قسم کی کتاب ہے۔ جس میں ۸ مختلف مضامین میں مسیح کا نمونہ زندگی بیان کیا گیا ہے صفحہ ۲۲۰ قیمت اصل ۱۲ر رعایتی ۶ر

مسیح کے خاص دوست مسیح کے دوست و شاگرد کیسے تھے اور اُن کی مسیح کی زندگی میں اور بعد میں دوستی کا حال صفحہ ۱۴۴ قیمت اصل ۸ر رعایتی ۴ر

مسیح کے خون کے سبب سے محفوظ۔ کلام اللہ کی آیات سے ثابت کیا ہے کہ نجات سوائے مسیح کے خون کے اور کسی وسیلے سے ہو نہیں سکتی۔ سپرجن کا ایک وعظ بھی شامل ہے۔ صفحہ ۹۰ شف ۴ر کپڑا ۶ر

مسیح کی پیروی۔ تامس اے کیمپس صاحب کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ شستہ بمع ۳ باب صفحہ ۲۴۴ شف ۶ر کپڑا ۱۰ر رومن ۱۲ر

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق جاندار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونیکی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۳ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری کا ہے ہے متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جرکشا ماعہ سے ما لعہ تک کرو کوزل عسہ سے دعہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائیٹر چھپا